سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۳۲

عشق مجازی عذابِ دو جہاں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السُّنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : عشق مجازی عذابِ دوجہاں

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸؁ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۷؁ء، بعد از مغرب، بروز اتوار

مقام وعظ : ہال مدرسہ بنات، ڈربن، جنوبی افریقہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵؁ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

عنوانات

عشق مجازی عذابِ دوجہاں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

اللہ کو خوش کرنے کے لیے جان کی بازی لگادیں

یوں تو دنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دنیا کی حقیقت کھل گئی

اللہ کی ناخوشی سے بچنے میں جان دینا اور غم اٹھانا، اسی کا نام تصوف ہے، اسی کا نام احسان ہے، اسی کا نام اسلام ہے، اسی کا نام ایمان ہے، جس کو یہ توفیق نہیں ہے اس کی زندگی بہت ہی خسارہ میں ہے، جب جنازہ قبر میں اُترے گا تب معلوم ہوگا کہ جن کے سہارے پر ہم جی رہے تھے وہ سارے سہارے ختم ہوگئے، کاش! ہم خدا تعالیٰ کے سہارے پر جیتے اور مرتے اور اللہ کو خوش کرتے اور اپنے نفس کی ایک بھی ڈیمانڈ پوری نہ کرتے اِلَّا یہ کہ جس خواہش سے اللہ خوش ہو وہ خواہش پوری کرلو، حلال خواہشیں تو پوری کرلو جیسے مرنڈا پینے کا دل چاہتا ہے پی لو لیکن شراب پینے کا دل چاہتا ہے تو مت پیو، جان دے دو مگر شراب مت پیو، غرض جن خوشیوں سے اللہ ناخوش ہو تو اللہ کو ناخوش کرکے ان کی ناخوشی کی راہوں سے اپنے دل کو خوش کرنا یہ خلافِ غیرتِ بندگی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیار کی لذت

ہمارے گناہوں پر فوری عذاب نازل نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے ورنہ جو لوگ لڑکیوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور حسنِ مجازی میں، عشقِ مجازی میں مبتلا رہتے ہیں اگر اللہ چاہے تو

ان کی آنکھیں نکال دے اور ان پر اپنی صفتِ انتقام کو ظاہر فرمادے، حالاں کہ یہ نظر باز بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بد نظری کو حرام فرمایا ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ[1] اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔ کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی ماں پر نظر نہ ڈالیں۔ غض بصر کا حکم تو قرآنِ پاک سے ثابت ہے، یہ تصوف غیر شرعی نہیں ہے، احکامِ شریعت کو دردِ دل اور محبت سے ادا کرنے کا نام ہی طریقت ہے، خشک زاہد رسمی سجدہ کرتا ہے اور اللہ کا عاشق سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی پر جان فدا کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر اللہ کے قدموں میں ہوتا ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب کانپور کے مدرسے میں مدرس تھے تو حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا شاہ فضلِ رحمٰن صاحب نے حضرت تھانوی سے فرمایا کہ مولوی اشرف علی! جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے اتنا مزہ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے میرا پیار لے لیا ہو اور جب تلاوت کرتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے کہ اگر تم لوگوں کو وہ مزہ مل جائے تو کپڑے پھاڑ کر جنگلوں میں نکل جاؤ، اور جنت میں جب میرے پاس حوریں آئیں گی تو میں قرآن شریف کی، اللہ کے کلام کی تلاوت کرتا رہوں گا اور حورانِ جنت سے کہوں گا کہ بیبیو! اگر قرآن سننا ہے تو بیٹھو ورنہ اپنی راہ لو۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لے اپنی
تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

محبتِ شیخ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدات

مجھے اللہ تعالیٰ نے بدونِ استحقاق دس سال حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب

---

[1] النور:٣٠

رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس جنگل میں رکھا جہاں بس ایک تالاب تھا، کوئی لیٹرین نہیں تھی، غسل خانہ نہیں تھا، سخت سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے نہانا اور دریا سے وضو کرنا اور جنگلوں میں قضائے حاجت کرنا پڑتا تھا، وہاں کوئی جاجرو تک نہیں تھا۔ گجراتی میں لیٹرین کو جاجرو کہتے ہیں، ہمارے گجراتی لوگ جاجرو سے بہت مزہ لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اے عاشق! کسی خوبرو کو جاجرو میں جاکر دیکھو، ان کے ظاہری ڈسٹمپر کو مت دیکھو، خلافِ پیغمبر مت چلو، ان کے اندر کچھ نہیں ہے، سب گندگیاں بھری ہوئی ہیں، بس حلال کی بیوی مستثنیٰ ہے، وہ تو نعمت ہے کیوں کہ اس سے ہماری اولاد، نسل اور بچے عالم، حافظ پیدا ہوتے ہیں، اولیاء اللہ پیدا ہوتے ہیں جو ہماری مغفرت کا ذریعہ ہیں۔

یہ بتادیا کہ آج سید سلیمان صاحب بیٹھے ہیں، ان سے پوچھ لو، انہوں نے پھولپور کا جغرافیہ دیکھا ہوا ہے، مجھے اتنا مجاہدہ ہوا کہ اب میں اس کے تصور سے کانپتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکر گزار ہوں، مجھے کوئی فخر نہیں، میرا کوئی کمال نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر و قوت دی تھی اور شیخ کی محبت دی تھی جس کی وجہ سے ہم دن کے ایک بجے تک بغیر ناشتہ کیے رہتے تھے اور قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جاتے تھے، تالاب و دریا کے ٹھنڈے پانی میں نہاتے تھے، سردی کے مہینے میں غوطہ مارتے تھے تو بے ہوش ہوجاتے تھے، جسم ہل جاتا تھا، پھر آنکھیں کھولتے تھے، لیکن کیا کرتے، بابا نے نہ غسل خانہ بنوایا تھا نہ لیٹرین تھا، وہ جنگل کی دیہاتی زندگی تھی مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت کی آہ وفغاں نے مجھے اپنے پاس روکے رکھا، جب حضرت اللہ! کہتے تھے تو اتنا مزہ آتا تھا جیسے دونوں جہاں مل گئے ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح اختر اپنے شیخ کے ساتھ یہاں رہتا ہے ہمارا تو ایک دن گزارنا بھی مشکل ہے۔ آپ خود سوچ لیں کہ بارش ہورہی ہے، سردی کا مہینہ ہے، حضرت کے یہاں لیٹرین بھی نہیں تھا، اب جنگل میں جاؤ، تالاب پر وضو کرو اور چوں کہ جوانی کا زمانہ تھا تو اگر غسل فرض ہوجائے تو سخت سردی میں تالاب کے ٹھنڈے یخ پانی میں نہاؤ، اور اس تالاب میں سینکڑوں جونکیں تھیں، نہاتے ہوئے ہاتھ پیروں کو حرکت دیتے رہو تاکہ کوئی جونک نہ چمٹ جائے، اگر ایک جونک بھی لپٹ جائے تو چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے، وہ سارا خون

چوس لیتی ہے۔ وہ دن ایسے گزرے تھے کہ اب ان کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، اپنے تصورِ ماضی سے میں خود کانپنے لگتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ آج گرم پانی سے وضو کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے کتنا آرام دیا ہے۔

آج اچانک یہ خیال آگیا کہ میں نے خانقاہ پھولپور میں اپنی زندگی جس طرح سے گزاری تھی اس کا ایک نمونہ پیش کردوں۔ آج کل کی خانقاہ کو دیکھو اور اُس زمانے کی خانقاہ کو سوچو کہ وہ کیسی تھی، مگر وہاں ہر وقت انوار کی بارش ہوتی رہتی تھی۔

اہل اللہ کی عبادات کا عالَم

میرے شیخ کے زمانے میں پھولپور میں بجلی بھی نہیں تھی، رات بھر مچھروں کو اڑاتا رہتا تھا اور صبح ناشتہ بھی نہیں کرتا تھا کیوں کہ میرے شیخ بھی ناشتہ نہیں کرتے تھے، دوپہر ایک بجے کھانا کھاتے تھے۔ وہ آج کل کی خانقاہ نہیں تھی جہاں دہی، سموسے، پاپڑ ملتے ہیں۔ دیکھا آپ نے اُس زمانے کا تصوف! بتایئے! کتنا مہنگا سودا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دس سال میرے شیخ کے ساتھ اس جنگل میں گزار دیے، جب حضرت شیخ ایک دفعہ اللہ! کہتے تھے تو اتنا مزہ آتا تھا کہ معلوم ہوتا دونوں جہاں پا گیا۔ میرے شیخ کو خواب میں بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے مرتبہ والے شیخ کی صحبت اختر کو نصیب فرمائی۔ ایک دفعہ حضرت نے فرمایا کہ ہم کو ایک مرتبہ ایسی زیارت ہوئی کہ ہم نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک کے لال لال ڈورے بھی دیکھے اور خواب ہی میں عرض کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آج عبدالغنی نے آپ کو خوب جی بھر کے دیکھ لیا ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ ہاں عبدالغنی! آج تم نے رسولِ خدا کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان و کرم ہے کہ یہ جو آپ لوگ مجھ سے محبت کر رہے ہیں یہ ان ہی بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف نے کئی گھنٹے عبادت کی، جب قلب میں عبادت کا نور بھر کے قلب سے چھلکنے لگا، چہرے

سے جھلکنے لگا اور آنکھوں سے ٹپکنے لگا، یہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کی تفسیر ہے۔ تفسیر روح المعانی اس کی تائید کرتی ہے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سِيْمَا کیا ہے؟ نُوْرٌ يَظْهَرُ عَلٰى وُجُوْهِ الْعَابِدِيْنَ يَبْدُوْا مِنْ بَاطِنِهِمْ عَلٰى ظَاهِرِهِمْ [۲] سیما ایک نور ہے، جب اللہ والوں کے باطن سے انوارِ الٰہیہ بھر کر چھلکنے لگتے ہیں، ان کے چہرے سے جھلکنے لگتے ہیں اور آنکھوں سے ٹپکنے لگتے ہیں تو وہ نور ان کے جسم پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

میرے شیخ روزانہ پانچ پارے اور کبھی دس پارے تلاوت کرتے تھے، روزانہ تہجد کے وقت پورا قصیدۂ بردہ پڑھتے تھے حالاں کہ اس میں ڈیڑھ سو اشعار ہیں، اور مناجاتِ مقبول کی ساتوں منزلیں روزانہ پڑھتے تھے اور وہ بھی دیکھ کر نہیں زبانی پڑھتے تھے، آج ہمارے لیے ایک منزل روزانہ پڑھنا مشکل ہے جبکہ حضرت ساتوں منزلیں روزانہ زبانی پڑھتے تھے اور تقریباً آٹھ گھنٹے عبادت کرتے تھے اور ان آٹھ گھنٹوں میں کمر بالکل سیدھی کرکے بیٹھتے تھے مگر جھومتے رہتے تھے، اور کبھی ٹوپی بھی اُتار دیتے تھے اور دورانِ تلاوت کبھی یہ مصرع پڑھتے تھے۔

آجا میری آنکھوں میں سما جا میرے دل میں

اور ہر آٹھ دس منٹ کے بعد ایک نعرۂ ھُوْ مارتے تھے، جنگل کے عالَمِ ھُوْ میں نعرۂ ھُوْ لگاتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ ھُوْ بھی اللہ کا نام ہے۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ھُوْ بھی ہے۔ حضرت رات بھر عبادت کرنے کے بعد فجر کی نماز خود ہی پڑھاتے تھے، حضرت کی آواز اتنی پیاری تھی کہ ایک دفعہ حضرت کی تلاوت کی آواز سن کر ہندو کافروں کی بارات رک گئی، وہ کہنے لگے کہ ہمارے قدم نہیں اٹھ رہے ہیں، یہ کیسی آواز ہے۔ حضرت شبلی منزل اعظم گڑھ میں اکثر مغرب کی نماز پڑھاتے تھے۔ علامہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے سید سلیمان یہاں موجود ہیں ان سے پوچھ لیں، یہ گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے بھی شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے شبلی منزل اعظم گڑھ میں مغرب کی نماز پڑھی ہے۔ میرے شیخ کی آواز سن کر کافر بھی ایک قدم آگے

[۲] روح المعانی:۲۶/۱۲۵، الفتح (۲)، دار احیاء التراث، بیروت

نہیں بڑھا سکے، بارات جارہی تھی کہ آواز سن کر رُک گئی، پوری فجر کی نماز سنی تب آگے بڑھے۔

میں نے اپنے شیخ کو آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت میں دیکھا ہے اور حضرت عاشقانہ عبادت کرتے تھے، یہ نہیں کہ چلو کسی طرح سے لشتم پشتم معمولات پورے کرلو، حضرت اس طرح عبادت کرتے تھے، اس طرح تلاوت کرتے تھے جیسے کئی دن کا بھوکا آدمی شامی کباب اور بریانی پاجائے تو وہ کیسے شوق سے کھائے گا اور کئی دن کا پیاسا آدمی شربتِ روح افزا پاجائے تو اس کا کیا عالم ہوگا۔ حضرت کی عبادت کا یہ رنگ تھا کہ دس آیت کے بعد درمیان درمیان میں اللہ! کا نعرہ لگاتے تھے، اس نعرہ کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی۔ آہ! یہی کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو۔ آج شریعت کے حکم پر عمل کی ہمت نہیں ہورہی ہے، چاہے عالم ہی کیوں نہ ہو، عالمِ شریعت تو ہے، عاملِ شریعت نہیں ہے، اس کے پاس علم ہے مگر عمل نہیں ہے، معلوم تو ہے مگر اس کا معلوم اس کا معمول نہیں بن سکا، کیوں کہ علم روشنی ہے اور اس روشنی میں چلنے کے لیے پیٹرول کی ضرورت ہے، موٹر میں روشنی ہے مگر پیٹرول نہیں ہے تو وہ کیسے چلے گی؟ اس کے لیے اللہ والوں کے پاس جاؤ، کسی خانقاہ میں رہو، اختر یہ نہیں کہتا کہ صرف اسی کے بن جاؤ، اختر تو دعا کرتا ہے کہ جن کو مجھ سے مناسب ہو ان کو مجھ سے جوڑ دے، جن کو کسی اور سلسلہ سے مناسبت ہو ان کو وہاں پہنچادے۔ تو ان شاء اللہ اہل اللہ کی چند دن کی صحبت کے بعد پھر یہ شعر پڑھوگے ؎

نظر سے مردہ دلوں کو ملی حیاتِ ابد
یہ واقعہ میرا خود اپنا چشم دید ہوا

یہ مولانا منصور صاحب کا شعر ہے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی مجلس کی ایک جھلک

بیان کے بعد اشعار کی مجلس ہوگی، جن کو میرے دردِ غم اور آہ وفغاں سے مناسبت نہ ہو ان کی چھٹی ہوجائے گی اور جن کو میرے آہ وفغاں سے گرمیِ ایمان ملتی ہے ان حضرات کو

دعوت دیتا ہوں کیوں کہ ہم ان بزرگوں کے صحبت یافتہ ہیں جن کے بارے میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں ان سے زیادہ کسی کا تعلق مع اللہ نہیں ہے اور وہ ہیں مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ میں ان کے ساتھ مسلسل تین سال رہا ہوں۔ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے ایک بیان فرمایا تو اس بیان نے میرے قلب کو مجلیٰ کردیا۔ جن کے وعظ سے اتنے بڑے عالم و مفتی اعظم ہند کا قلب مجلیٰ ہوا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اختر کو تین سال رکھا۔ ایک مرتبہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کے اشعار کی مجلس عشاء کے بعد شروع ہوئی اور اس مجلس میں ندوہ کے علماء بھی موجود تھے، مولانا سلیمان صاحب بھی تھے، مولانا علی میاں ندوی کے بھانجے بھی تھے اور بہت سے بڑے بڑے علماء تھے۔ عشاء کے بعد مجلس شروع ہوئی، اس مجلس میں صرف اشعار پڑھے گئے، جب تہجد کا وقت ہوگیا تو سب نے تہجد پڑھی، اس کے بعد پھر اشعار کی مجلس شروع ہوگئی، فجر کی نماز کے بعد پھر اشعار شروع ہوئے اور سب لوگ اشراق پڑھ کر گئے۔ یہ بات مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے خود مجھے بتائی۔ تو آج یہاں اشعار کی جو مجلس ہوگی اس سے پہلے آپ سب کو کھانا بھی ملے گا، خالی اشعار سے لوگوں کا پیٹ نہیں بھرے گا، عشاء کے بعد فوراً کھانا ملے گا تاکہ آپ کے کان میرے اشعار کو صحیح سن سکیں ورنہ پیٹ کان میں خلل انداز ہوگا۔

موت سے پہلے موت کی تیاری

دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت سیکھ لو، ورنہ جس دن قبر میں گئے تو کہاں گیا کاروبار، کہاں گئیں مرسڈیز، کہاں گئے موبائل اور کہاں گیا موبل آئل، جب جنازہ قبر میں اُترے گا تو ہمارے سارے سہارے ختم ہوجائیں گے، آنکھیں ہوں گی دیکھ نہ سکو گے، کان ہوں گے سن نہ سکو گے، ناک ہوگی سونگھ نہ سکو گے، زبان ہوگی مگر کبابوں کا سب ذائقہ ختم ہوجائے گا، معشوق سامنے ہوں گے، ارد گرد ہوں گے مگر دیکھ نہ سکو گے، اگر نزع کے عالم میں معشوق آپ کے لبوں پر اپنا گال رکھ دے تو اس احساس کا اِدراک بھی نہ ہوگا۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

اے اکبر! جب موت کی بے ہوشی آتی ہے تو سارے حواس بے کار ہو جاتے ہیں۔ سیٹھ مال دار بھی ہے، عاشق مزاج رومانٹک بھی ہے، تمام لیلائیں سامنے ہیں، آنکھیں بھی کھلی ہیں مگر بینا نہیں ہیں، موت کی بے ہوشی طاری ہے، آکسیجن چڑھی ہوئی ہے، اب آنکھیں ہیں دیکھ نہیں سکتے، کان ہیں سن نہیں سکتے، وہ وقت کتنا بے بسی کا ہوتا ہے لیکن جو لوگ اللہ پر فدا ہیں ان کی روح اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوتی ہے، اس وقت بھی قربِ الٰہی کا عالم رہتا ہے، وہ اللہ کے قرب کی لذت اس وقت بھی کھینچتے رہتے ہیں اور ان کی اللہ والی روح اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے۔ تو کیوں ایسے سہارے سے لپٹے ہوئے ہو جو تمہارے کام نہ آئے، جو ان سہاروں سے لپٹتا ہے اپنے مولیٰ سے غفلت میں رہتا ہے۔ ایک شعر اور یاد آگیا ؎

آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

آدمی شادی کے منصوبے بناتا ہے، مکان خریدنے کی اسکیم بناتا ہے، اگر یہ خدا سے غفلت کے ساتھ ہے تو مذموم ہے۔ جو دنیا خدا سے غفلت کے ساتھ ہو وہ مذموم ہے اور اگر اللہ بھی ساتھ ہے، اللہ کی یاد بھی ساتھ ہے تو وہ دنیا دنیا نہیں ہے۔ جو دنیا ہمیں آخرت سے غافل کر دے وہ دنیا بُری ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر روح المعانی میں ہے کہ دنیا کب بُری ہے؟ اِنْ اَلْھَتْکَ عَنِ الْاٰخِرَۃِ جب تم کو آخرت سے غافل کر دے، فَأَمَّا اِذَا دَعَتْکَ اِلٰی طَلَبِ رِضْوَانِ اللہِ تَعَالٰی وَطَلَبِ الْاٰخِرَۃِ فَنِعْمَ الْمَتَاعُ[۳] اگر تم دنیا کو وسیلۂ آخرت و ذریعہ کرلو، آخرت کا ذریعہ بنالو تو یہ دنیا بہترین متاع ہے، بہترین مال ہے، بہترین نعمت ہے کیوں کہ مالک پر فدا ہو رہی ہے۔

جعلی مرید کی علامات

بیان کے دوران حضرت والا کے اشعار پڑھے گئے ؎

---

[۳] روح المعانی: ۲۷/۱۸۵، الحدید (۲۰)، دار احیاء التراث، بیروت

زباں سے تو اے دوست شہبازیاں ہیں
بہ باطن مگر آہ خفاشیاں ہیں

خفاش کہتے ہیں چمگادڑ کو جو گندی نالیوں میں پیشاب چوستا ہے اور آفتاب کی روشنی سے اس کو عداوت ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ اہل اللہ سے نفرت رکھتے ہیں ان کا مزاج چمگادڑ جیسا ہے جو اندھیروں میں اُلٹا لٹکا رہتا ہے، اس کا امپورٹ آفس اور ایکسپورٹ آفس ایک ہی ہے، جس منہ سے کھاتا ہے اسی منہ سے ہگتا ہے، یہ سورج سے بغض، نفرت اور دشمنی کی وجہ سے **مُعَذَّبْ** ہے اور اُلٹا لٹکایا ہوا ہے، ایسے ہی جو لوگ اہل اللہ سے نفرت کرتے ہیں اور ان کی غیبت کرتے ہیں وہ اسی منہ سے کھاتے ہیں اسی منہ سے ہگتے ہیں کیوں کہ غیبت پاخانہ سے بھی بدتر ہے لہٰذا یاد رکھو کچھ بھی ہو اہل اللہ کے بارے میں زبان مت کھولو۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میں مفتی بھی ہوں اور مجھے اعتراض کرنا بھی بہت آتا ہے، میں منطق اور فلسفہ کا بہترین استاد ہوں، تبصرہ اور تنقید کا ماہر ہوں لیکن میں نے آج تک کسی اللہ والے کے بارے میں زبان نہیں کھولی، مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ میں اللہ والوں کے بارے میں ہمیشہ نیک گمان رکھوں، اگر ان کی کبھی کوئی خطا دیکھ بھی لوں تو یہ سمجھوں کہ ان کی توفیق توبہ بھی اسی مقام کی ہوگی ان کی توبہ، ان کے آنسو بھی اسی مقام کے ہوں گے جس مقام پر اللہ نے ان کو فائز کیا ہے۔ عوام کی توبہ اور اللہ کے خاص بندوں کی توبہ میں فرق ہوتا ہے۔

بعض لوگ بظاہر ایسے ہیں کہ بازِ شاہی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بادشاہ کے مقرب بھی ہوتے ہیں لیکن چھپ چھپ کر کارِ چمگادڑی کرتے ہیں یعنی نامحرم عورتوں اور اَمرد لڑکوں سے نظر بازیاں کرتے ہیں اور غیر اللہ سے دل لگاتے ہیں اور اللہ کی ناخوشی کے راستوں سے حرام خوشیوں کو استیراد یعنی درآمد کرتے ہیں، امپورٹ کرتے ہیں۔ استیراد عربی، درآمد فارسی اور امپورٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے، آپ کی محبت میں تین زبانیں آپ کو سنائی ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کا ایک شعر اپنی اس بات کی تائید میں پیش کرتا ہوں، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر چمگادڑ اندھیروں میں پیشاب پاخانے کی نالیوں سے پیشاب چوس رہا ہے، پاخانہ چاٹ رہا ہے تو مجھے چمگادڑوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے، نہ کوئی غم ہے کیوں کہ وہ اپنی خصلت اور اپنی فطرت کے لحاظ سے گندگی پسند ہیں، غلاظت خور ہیں، چمگادڑ کی ظلمت پرستی، اندھیروں میں رہنے، اُلٹے لٹکنے اور پیشاب و پاخانے کی نالیوں میں بدمست رہنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن جو ''ظالم'' بادشاہ کے پاس رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی اور سلطانِ حقیقی کی یاد میں ملتزم اور روضۂ مبارک پر روتے ہیں، کبھی آدھی راتوں کو اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں تو مجھے ان سلطاں دیدہ باز کی آنکھوں پر تعجب ہے جو بازِ شاہی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو باز ہر وقت بادشاہ کے پاس رہتا ہے اس ظالم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اَمردوں اور لڑکیوں سے نظر بازی کرتا ہے اور غیر اللہ سے دل لگا کر اپنے کو بدنام کرتا ہے۔ لیکن ان عاصیوں کو حقارت سے مت دیکھو کیوں کہ توبہ کی برکت سے وہ بھی اللہ کے دربار تک پہنچ جائیں گے۔

دلِ تباہ کی حلاوتِ ایمانی سے تعمیر

اس کے بعد حضرت والا کے یہ اشعار پڑھے گئے ؎

جو پرہیز کرتے نہیں معصیت سے

انہیں راہ میں سخت دشواریاں ہیں

گناہوں کے اسباب سے دور ہوں گے

تو منزل میں ہر وقت آسانیاں ہیں

دعائے دلِ سالکاں عشقِ حق ہے

دلوں میں بہت اگرچہ بیماریاں ہیں

راہِ حق میں ہر غم سے کیوں ہے گریزاں

راہِ عشق میں کب تک آسانیاں ہیں

یہ خونِ تمنا کا انعام دیکھو
جو ویرانیاں تھیں وہ آبادیاں ہیں

فدا ان کی مرضی پہ اپنی رضا کر
فقیری میں دیکھے گا سلطانیاں ہیں

تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

اب ان اشعار کی شرح سمجھ لو۔ جو سالک اور اللہ کا عاشق اپنی بُری بُری خواہشات کو ہر وقت نیلام کرتا ہے مگر اللہ کو ناخوش نہیں کرتا، اپنے دل کی خواہشات کو توڑتا ہے، دل توڑ دیتا ہے مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا اور گناہ سے بچنے کا غم اُٹھالیتا ہے تو یہ دل بظاہر ویران ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس شکستہ دل کو، ٹوٹے ہوئے دل کو، غم زدہ دل کو، زخمِ حسرت دل کو اور ویران دل کو اپنی محبت اور حلاوتِ ایمانی کے میٹیریل سے خود تعمیر فرماتے ہیں، اللہ نے اس تعمیر کی نسبت اپنی طرف کی ہے اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا[۴] جو میری راہ میں غم اٹھاتے ہیں میں ایسے دلوں کو حلاوتِ ایمانی یعنی اپنی محبت کا درد عطا کرتا ہوں۔ یہ مطلب ہے اس شعر کا۔ ان شاء اللہ! ایک دن آپ محسوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب کو پیار کر رہے ہیں۔

تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

نہ ہم اپنی بُری خواہش کو توڑ کر اپنے دل کو تباہ کرتے، نہ اللہ تعالیٰ اس تباہ شدہ ملبے سے ہمارے قلب کو تعمیر کا شرف عطا کرتے۔ لیکن اللہ اچھی، حلال اور جائز نعمتوں کو منع نہیں کرتا ہے، ہمیں ہر تمنا توڑنے کا حکم نہیں ہے، اپنی حلال بیوی سے محبت کرو، حلال سموسہ پاپڑ خوب کھاؤ لیکن جب شیطان حرام نظر کا جھانپڑ کھلانے آئے تو وہ جھانپڑ مت کھاؤ۔

[۴] کنز العمال: ۵/۳۲۸، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا والخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ
المستدرک للحاکم: ۴/۳۴۹ (۷۸۷۵)

لذتِ نورِ تقویٰ

جب دل میں اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ پیدا ہو تو اس وقت اللہ کو ناخوش نہ کرو، اپنے دل پر غم سہہ لو اور مالک کو ناخوش کرکے حرام خوشیوں سے توبہ کرلو، ان شاء اللہ، اللہ آپ کے دلوں کو ایسی خوشی دے گا کہ واللہ! سلاطین کو اس کا تصور نہیں ہوسکتا۔ سورج چاند کو اپنی روشنیوں پر ندامت طاری ہو جاتی ہے جب کوئی اللہ والا راہِ تقویٰ کے غم اُٹھاتا ہے، اور جب خدا اس کو نورِ تقویٰ عطا فرماتا ہے تو اس نور کے آگے سورج چاند کی روشنی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ والوں کے قلب میں نورِ خالق ہے اور یہ سورج چاند مخلوق ہے، اللہ کی بھک منگی ہے۔ جب سورج چاند کو روشنی کی تھوڑی سی بھیک دینے والا اللہ مومن کے قلب میں آتا ہے تو اس کے نورِ قلب کے آگے سورج چاند کی روشنی کیا حیثیت رکھتی ہے۔

بے مثل خوشی کا راز

بندہ اپنا دل توڑ دے مگر قانونِ خداوندی نہ توڑے شرافت اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جس مالک نے دل بنایا، جس مالک نے آنکھیں اور روشنی دیں آپ اس کو کیوں غلط استعمال کرتے ہیں؟ جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں ہمارے سینے کو دل عطا فرمایا ہے تو وہ دل اللہ ہی پر فدا کرنے کے لیے ہے، اگر دل ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے مگر اللہ کا کوئی حکم نہ ٹوٹے۔ مولانا رومی کا ایک شعر یاد کرلو فرماتے ہیں؎

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امر شہہ بہتر باقیمت یا گوہر

شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا حسین موتی زیادہ قیمتی ہے؟ کیا اندازِ بیان ہے مولانا رومی کا! خدا کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا سڑکوں پر آج کل جو حسین صورتیں پھر رہی ہیں وہ زیادہ قیمتی ہیں؟ خوب سوچ لو، فیصلہ کرلو، جن کے قلب میں اللہ کی عظمت و بڑائی ہے وہ اپنی آنکھوں کو بچاتے ہیں اور دل کو توڑتے ہیں اور اللہ کے قانون کا احترام کرتے ہیں، اس کے بدلے میں خدا ان کو بے مثل خوشی دیتا ہے، حق تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اور ان کی طرف سے عطائے لذتِ قرب بھی بے مثل ہے، یہ لذت نہ سلاطین کو حاصل ہے نہ سموسے پاپڑ اسے جانتے ہیں اور نہ دنیا کی

لیلائیں اور کائنات کے مجانین اس کو سمجھ سکتے ہیں، اسے صرف خدائے تعالیٰ کے عارف کا قلب ہی محسوس کرتا ہے۔

حسینوں سے فرار اور قرار کی انوکھی شرح

اس کے بعد یہ اشعار پڑھے گئے ؎

تیرے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

جو پیتا ہے ہر وقت خونِ تمنا
اسی دل پہ نسبت کی تابانیاں ہیں

سارا سلوک اسی شعر میں ہے۔ رات بھر تہجد پڑھ لو اور دن بھر تلاوت کرلو لیکن اگر غیر اللہ سے دل لگایا یا لذتِ حرام کے لیے غیر اللہ کو دیکھا اور اس کا نمک حرام چکھا تو ایسے ناشکروں کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست کیسے بنائے گا۔ کچھ دن کے بعد جب ان کا حسن فنا ہو جائے گا تو آپ ان حسینوں سے بھاگو گے۔ میرا شعر ہے ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

اور اختر نے کمرِ مجاز کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

مولیٰ کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ[۵] لیلاؤں سے بھاگ کر مولیٰ کی طرف آجاؤ۔

---

۵ الذّٰریٰت:۵۰

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں آیت فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر لکھی ہے:
اَیْ بِتَرْكِ مَا سِوَى اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ[۶] غیر اللہ سے بھاگو اللہ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرار کا لفظ نازل فرمایا ہے، یہ لفظ نازل فرمانے سے تصوف کا ایک عظیم مسئلہ حل ہو گیا ہے کہ کسی حسین پر نظر نہ ٹکنے پائے، اگر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو، ایک سیکنڈ بھی مت ٹکاؤ ورنہ اللہ کا فرار کا حکم تمہارے قرار سے بدل جائے گا کیوں کہ تم نے وہاں قرار اختیار کیا، تم وہاں ٹھہر گئے، اللہ کی نافرمانی کی، اس لیے اللہ کا عظیم احسان ہے کہ ہم غلاموں کو فرار کے لفظ سے بتادیا کہ چوں کہ ہم نے حسن میں میگنٹ یعنی مقناطیس رکھا ہے، اگر تم اس میگنٹ کے مقابل رہو گے تو لرزہ بر اندام ہی رہو گے اور میگنٹ تمہیں نچاتا رہے گا، یہ حسین بڑے بڑے داڑھی والوں کو نچا دیتے ہیں، چوں کہ ان پر میگنٹ کا اثر ہے، ان کے عشق میں میگنٹ ہے، لہٰذا ان سے بھاگو، ان کے لیے فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کا حکم ہے، اس کی تفسیر یہی ہے کہ غیر اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو، اگر تم نے کھڑے ہو کر ایک نظر بھی دیکھ لی تو اتنی سی دیر کی حرام لذت بھی اللہ کے یہاں باعثِ غضب و ناراضگی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ قرار تم کو قابلِ فرار ہی نہ رکھے اور تمہارے فرار پر فالج گرا دے، کیوں کہ تم نے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا اور اللہ کی عطا فرمودہ قوتِ فرار کو استعمال نہیں کیا، جس قوت کو استعمال نہ کیا جائے وہ مفلوج ہو جاتی ہے۔

تو ان حسینوں سے بھاگنا، فرار اختیار کرنا فرض ہے۔ اگر حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس رات بھر سجدہ میں روتے رہتے تو اللہ تعالیٰ کی مدد نہ آتی، انہوں نے فَفِرُّوْٓا پر عمل کیا یعنی زلیخا کے پاس سے بھاگے حالاں کہ جانتے تھے کہ دروازے پر تالا لگا ہوا ہے مگر انہوں نے کہا اپنی سی بندگی تو کرلوں، دروازے تک تو چلا جاؤں، جو ہمارے اختیار میں ہے وہ کام تو کرلوں، وہ دروازے تک دوڑ کر گئے تو اللہ کو رحم آگیا اور سارے تالے خود بخود کھلتے چلے گئے۔

ان حسینوں سے بھاگو گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی اور آپ کو اللہ کے نام پر فدا ہونے میں اتنا مزہ آئے گا کہ ساری لیلائیں اگر آپ کو مل جائیں تو بھی آپ وہ مزہ نہیں پاسکتے۔

---

[۶] روح المعانی: ۲۷/۲۵، الذّٰریٰت (۵۰)، ذکرہ فی الاشارات

اگر دس لیلائیں آپ کو پکڑ لیں تو ہاتھ جوڑو گے کہ ہمارے میں اتنا دم خم نہیں ہے۔ میرا چشم دید واقعہ ہے، ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ انڈیا میں چمارن ہوتی تھیں جو راتوں کو زمین داروں کا غلّہ صاف کرنے کی نوکری کرتی تھیں تو ہم سائیکل سے اسی راستے سے آتے تھے اور ان چمارنوں کو دیکھتے جاتے تھے۔ بس ایک دن انہوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ مولوی صاحب! ہم دس عورتیں ہیں، ہم کو آپ استعمال کرو ورنہ ہم کو دیکھتے کیوں ہو؟ تو مولوی صاحب نے خود مجھے بتایا کہ میں نے ہاتھ جوڑے تو جان بچی۔ کیا رکھا ہے ان میں، یہ لیلائیں بڈھی بھی ہوسکتی ہیں اور آپ آؤٹ آف اسٹاک ہو کر مزہ بھی نہیں لے سکتے۔ لیکن ایک ضعیف کمزور، ٹائیفائیڈ کا مریض جو مولیٰ پر مر رہا ہے وہ اپنے مولیٰ کا نام لے سکتا ہے اور کلمہ پڑھ کر اللہ کے یہاں جاسکتا ہے۔ آج قرار اور فرار ان دو الفاظ کا سبق سیکھ لیا ہے۔ بتایئے! یہ مضمون کتنا ضروری ہے۔

عشقِ مجازی کا انجام

جب کوئی حسین شکل سامنے آئے اور ہر آدمی کے پاس غیر اللہ مختلف شکلوں سے آتے ہیں، ڈاکٹر کے پاس مریضہ بن کر آتی ہیں، مولویوں کے پاس مسئلہ پوچھنے آتی ہیں، عاملین کے پاس جھاڑ پھونک دم کرانے آتی ہیں اور ان کو بے دم کرتی ہیں اور ٹیچروں کے سامنے اسٹوڈنٹ بن کر حسین لڑکے یا حسین لڑکیاں آتی ہیں۔ اب آپ سوچیے! شیطان بھی کیا چیٹر ہے کہ ٹیچر کو بھی برباد کردیتا ہے۔ پھولپور کا قصہ ہے، اعظم گڑھ کے ایک ٹیچر نے مجھے خود بتایا کہ ہم لڑکیوں کو پڑھاتے تھے، ایک دن لڑکیوں نے کہا کہ سنا ہے آپ بہت اچھے شاعر ہیں۔ تو ان کو بھی شیطان نے بہکا دیا اور انہوں نے غالب کی غزل سنادی، غزل اور آواز غضب کی تھی، اگر ان کے چہرے پر نقاب ڈالا جائے تو ایسا لگے گا کہ کوئی خاتون پڑھ رہی ہے، بس ایک لڑکی ان پر عاشق ہوگئی، یہ پھولپور کے بازار میں تاجر تھے، ان کا جنرل اسٹور تھا جہاں سے میرے شیخ مجھ سے سودا منگواتے تھے۔ حضرت گوشت خریدنے پر میری تعریف کرتے تھے کہ اختر بکرے کا جو گوشت لاتا ہے ایسا گوشت کوئی نہیں پہچانتا اور سب لوگ تو قصائیوں کے ڈھونگ میں آجاتے ہیں کہ مولانا! یہاں سے لے لو یہ بہت اچھا گوشت ہے، لیکن میں کسی کی نہیں سنتا تھا، نظر سے پہچانتا تھا، اور ہمارے شیخ خوش ہوجاتے تھے۔ تو ان ٹیچر کا جنرل اسٹور

تھا، جب معشوق خود عاشق پر عاشق ہو جائے تو جان بچانا کتنا مشکل ہو گا، اب ان کی نیند اُڑ گئی، رات بھر نیند غائب رہتی، تجارتی لحاظ سے بے کار ہو گئے، دکان پر جو چیزیں تھیں رفتہ رفتہ سب ختم ہو گئیں، دوبارہ لانے کی فکر ہی نہیں رہی۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

دل جس کا پھنس گیا ہو کسی زُلفِ یار میں
دل کیا لگے گا اس کا کسی کاروبار میں

بزنس مین لوگو! میرا شعر سن لو۔ جب ان صاحب کا بزنس تباہ ہو گیا، دکان میں گرد و غبار اڑنے لگا اور ؎

میل اب کوئی چیز ہی نہیں سودا
گاہک آتے ہیں یہاں نہیں

جب کچھ دنوں تک نیند نہیں آئی تو دماغی توازن خراب ہونے لگا اور دکان کی آمدنی کم ہو گئی، اب بیوی رونے لگی کہ میرے شوہر کو کیا ہو گیا، ان کی آنکھیں آدھی آدھی انچ اندر دھنس گئیں، مسلسل جاگنے سے دبلے پتلے اور کمزور ہو گئے، ان کی جان پر بن گئی۔ ایک دن ہم بازار جارہے تھے تو فوراً کہا کہ بڑے صاحب سنیے! میں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ چوں کہ اس کی آواز بہت اچھی تھی تو میں بھی کبھی کچھ سن لیتا تھا، تو اس نے کہا کہ میں سخت مصیبت میں مبتلا ہوں، شیطان چیٹر نے مجھ ٹیچر کو بروز سنیچر سخت خطرے میں مبتلا کر دیا، میری نیند حرام ہو گئی ہے، آنکھیں دیکھ لو اندر گھس گئی ہیں، دکان فیل ہو رہی ہے، بال بچے رو رہے ہیں، بچے کہتے ہیں ہمارے ابو کو کیا ہو گیا، بیوی کہتی ہے میرے شوہر کو کیا ہو گیا، راتوں کو سو نہیں پا رہا ہوں، آنکھ کھولے ٹکٹکی باندھے آسمان کو تکتا رہتا ہوں، نیند نہیں آرہی ہے، بہت بڑا عذاب ہے، مجھے کوئی مشورہ دو۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدائے تعالیٰ جزائے عظیم عطا فرمائے، فرماتے ہیں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، جس نے

دوزخ دیکھنی ہو وہ عشقِ مجازی میں مبتلا ہو کر دوزخ کا عذاب چکھ لے، کیوں کہ جو جہنم کا مزاج ہے کہ لَا یَمُوۡتُ فِیۡهَا وَ لَا یَحۡیٰی دوزخ میں نہ موت آئے گی نہ حیات ملے گی،[ک] تو جس کا دل کسی غیر اللہ سے لگ گیا، نظر سے نظر لڑگئی، اس کی نیند حرام ہو جائے گی، نہ جیے گا نہ مرے گا۔ نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے
اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

یہ میرا شعر ہے۔ اب اس کی شرح بھی کر دوں کہ اگر کسی حسین سے دل لگالیا تو دو مشکلیں ہیں یا تو اس کی جدائی کے غم میں سنکھیا کھا کر مر جائے گا اور اگر اس کو پا گیا تو آؤٹ آف اسٹاک ہو کر پھر حکیموں سے کہے گا کہ حکیم صاحب! کشتۂ سنکھیا کھلائیے، میں تو بالکل نِل ہو گیا ہوں، دونوں حالتوں میں یعنی فراق میں بھی اور وصل میں بھی سنکھیا کھانا پڑا اور زندگی برباد ہو گئی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملے کو اگر کوئی سونے کے پانی سے لکھے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا کہ غیر اللہ سے دل لگانا عذابِ الٰہی چکھنا ہے، اس کی زندگی دوزخیوں کی سی زندگی ہوتی ہے، نہ زندگی ملتی ہے نہ موت، موت و حیات کے درمیان میں کشمکش رہتی ہے۔

خواتین کو ملازم نہ رکھیں

اسی لیے ڈربن، افریقہ اور لندن کے تاجروں سے کہتا ہوں کہ لڑکیوں کو ملازم مت رکھو، آج آپ کی داڑھی ہے، آپ نے بزرگوں کی صحبت اٹھائی ہے لیکن آپ کے انتقال کے بعد آپ کے لڑکے کیا کریں گے؟ نوجوان بچے ان کے عشق میں مبتلا ہو جائیں گے، زِنا میں مبتلا ہوں گے۔ لوگوں نے کہا کہ صاحب! لڑکیوں کی وجہ سے سیلنگ زیادہ ہوتی ہے اور ڈیلنگ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ دیکھو! میں نے انگریزی نہیں پڑھی مگر سیلنگ پر ڈیلنگ کا کیسا قافیہ زبان سے نکلا۔ تو چند پیسہ زیادہ آئیں گے اور سودا زیادہ بکے گا مگر آپ کے قلب میں ان حسینوں کی صحبت

ک الاعلیٰ:۱۳

کے اثرات سے ایسا مرض پیدا ہوگا کہ ایمان بھی چلا جائے گا، اور اگر آپ بوڑھے ہونے کی وجہ سے ان سے بچ گئے کہ آپ کے اندر کچھ ہے ہی نہیں، بڈھے ہوگئے اور آؤٹ آف اسٹاک یا ہاف اسٹاک ہوگئے، یہ انگریزی الفاظ استعمال کررہا ہوں۔ اگر آپ ان سے بچ گئے تو آپ کی اولاد کی خیریت نہیں۔ یاد رکھو! نوجوان بچے ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو کر ان لڑکیوں کو بغیر مسلمان کیے ہوئے شادی کریں گے جو زنا ہوگا اور جو اولاد پیدا ہوگی وہ کافر ہوگی۔

اگر آج آپ عورتوں کے فتنے سے بچ گئے تو کل آپ کی اولاد ضایع ہو جائے گی۔ جب انہیں تنخواہ دیں گے تو ہر وقت ان سے باتیں ہوں گی، لڑکیاں اپنی لپ اسٹک سے بڑے بڑے کی اسٹک خطرے میں ڈال دیتی ہیں۔ تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ صاحب کم آمدنی پر راضی ہو جاؤ مگر لڑکیاں نوکر مت رکھو، صحابہ کرام نے پیٹ پر پتھر باندھے مگر اپنے رب کو ناراض نہیں کیا۔ جب حلال رزق سے رازق راضی ہوتا ہے تو اپنے بندے کے قلب کو سکون، اطمینان اور چین دیتا ہے، پھر میں نے ایک صاحب کی مثال دی کہ ان کے جنرل اسٹور پر تقریباً اسی ملازم ہیں، سب مرد ہیں، انہوں نے اللہ والوں کی صحبت اٹھائی ہے، اسی کی برکت سے اللہ نے ان کو ایسا ایمان عطا فرمایا ہے، لہٰذا ہمت تو کرو، اللہ کے راستے میں کوشش تو کرو، اللہ تعالیٰ خود راستہ کھولتا ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا کے بعد لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا[۸] ہے، یعنی تم تھوڑا سا مجاہدہ تو کرو پھر اللہ خود راستے کھولتے ہیں۔ پیٹ پر پتھر باندھ لو مگر اللہ کو ناراض نہ کرو۔

بدنظری کے نتیجے میں کفار سے شادی کا شاخسانہ

اور یہ فرض نہیں کررہا ہوں، اپنا چشم دید واقعہ بتاتا ہوں، جب میں امریکا گیا تو ایک بڑے میاں ملے جو ایک بہت بڑے بزرگ کے خلیفہ تھے، انہوں نے کہا کہ میری داڑھی ہے اور میں تہجد تک قضا نہیں کرتا مگر میرے نوجوان لڑکے نے ایک کافر لڑکی سے بغیر اسلام قبول کرائے شادی کرلی اور آج حرامی پوتے دیکھ کر رو رہا ہوں، میری زندگی میں

۸؎ العنکبوت:۶۹

چین نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اسی لیے کہتا ہوں کہ ان ملکوں میں اوّل تو جاؤ نہیں، اگر جاؤ تو سخت احتیاط کرو، جگہ جگہ عربی مدارس قائم کرو، ان میں لڑکوں کو پڑھاؤ اور جہاں تک ہو سکے اپنے بچوں کو نظر کی حفاظت بھی سکھاؤ، اور خود بھی لڑکیوں کو نوکر مت رکھو۔

مستحق خواتین کی مدد کا طریقہ

اس لیے میں نے ری یونین وغیرہ میں مشورہ دیا کہ لڑکیوں کو نہ پیسے پر رکھو، نہ بغیر پیسے کے رکھو ورنہ ہر وقت نشہ رہے گا۔ انجکشن لگانے کے لیے بھی لڑکیوں کو مت رکھو ورنہ اپنا ایمان نہ رہے گا، ہر وقت آنکھوں کا زِنا ہوتا رہے گا، اب رہ گیا غریب عورتوں کی مدد تو آپ ان کی روزی کی فکر مت کرو، آپ ربّ العالمین مت بنو، آپ کے ذمہ سارے عالم کی پرورش نہیں ہے، ہمارے ذمہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا فرض ہے، اللہ تم سے نہیں پوچھے گا کہ بیواؤں اور یتیم لڑکیوں کو تم نے نوکر کیوں نہیں رکھا۔ ان کی شادیاں کرادو، اگر بیوہ شادی نہیں کرتی تو ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم پر تقویٰ فرض ہے اور مخلوق کی خدمت وغیرہ یہ فرضِ کفایہ ہے، کوئی اور کرلے گا، ورنہ آپ سے کوئی مواخذہ نہیں ہے، اپنا ایمان ضایع کرکے کسی کی خدمت ہم پر فرض نہیں ہے کہ ہمارا ایمان ضایع ہو جائے۔ لہٰذا مرد ملازم رکھو، اگر ہم کسی مرد کو ملازم رکھیں گے تو وہ پورے گھرانے کی پرورش کا سبب بنے گا۔

ایک صاحب نے کہا کہ بعض لڑکیاں بیوہ ہیں، بعض یتیم ہیں تو ان پر رحم کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اب اس بات کو بھی سن لو! نفع متعدی کے لیے ضرر لازم مت کرو یعنی کسی کی جوتیوں کی خاطر اپنا دوشالہ مت گنواؤ۔ اگر آپ کو بہت رحم آتا ہے تو اگر وہ کافر نہیں ہے، مسلمان لڑکی ہے تو کسی دوسرے کے ہاتھ ان کو زکوٰۃ بھیج دو، خود بھی نہ دو ورنہ دل میں توقع ہو جائے گی کہ اب تو پکی پکائی ہے۔ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ زکوٰۃ بھجوادو اور اس کو منع بھی کردو کہ اس کو ہمارا نام مت بتانا۔

خواتین کو نوکری نہ دینا معاشرہ کے لیے بھی مفید ہے

اقتصادیات اور معاشیات کے ماہر ایک صاحب نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ عورتوں

کو نوکری نہ دی جائے۔ میں نے کہا کہ یہ اقتصادیات و معاشیات کے لحاظ سے بھی معاشرہ پر ظلم ہے کیوں کہ ایک شوہر نوکر ہے، اب آپ نے اس کی بیوی کو بھی نوکری دے دی تو اس کا گھرانہ امیر سے امیر تر ہو گیا، ڈبل آمدنی ہو گئی، لیکن اس لڑکی کی جگہ جس مرد کو نوکری نہیں ملی اس کا گھرانہ تو اُجڑ گیا، اس کے چھوٹے چھوٹے بچے اور بوڑھے ماں باپ بھوکوں مر رہے ہیں، یہ معاشرہ پر ظلم ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ جو ارحم الراحمین ہیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں وہ ضرور حکم دیتے کہ اپنی دوکانوں میں اور اپنے گھر میں ہر جگہ عورتوں کو ملازم رکھ لو، مگر اللہ نے ان کو پردہ میں رکھا ہے۔

میراث میں خواتین کو آدھا حصہ دینے کی ایک حکمت

ایک مسئلہ یاد آگیا کہ میراث کا حکم ہے کہ میراث میں لڑکی کا ایک حصہ اور لڑکے کے دو حصے کیوں ہیں؟ اس کا راز میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ جب میں نے بڑے بڑے علماء کے سامنے بیان کیا تو ان کو بھی وجد آگیا کہ چوں کہ لڑکی کی شادی ہو گئی اور لڑکی کا روٹی، کپڑا، مکان شوہر کے ذمہ ہے، دیکھا جائے تو لڑکی کو اس ایک حصے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیوں کہ اس کا روٹی کپڑا مکان شوہر کے ذمہ ہے لیکن اللہ نے ایک حصہ اس کا بھی رکھ دیا کہ کبھی مرنڈا وغیرہ پینا چاہے تو شوہر سے مانگنا نہ پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے دو حصے اس لیے رکھے کہ لڑکے کو اپنی روٹی، کپڑا، مکان کی بھی فکر ہے اور اپنی بیوی کی بھی فکر ہے تو ڈبل فکر والوں کو ڈبل حصہ دیا۔ بتایئے! کتنا اہم مسئلہ حل ہو گیا۔ بہرحال اپنے بزرگانِ دین سے مشورہ کرو، اہلِ فتویٰ سے مشورہ کرو ورنہ ایمان کی خیر نہیں۔ جیسے پیٹرول پمپ پر لکھتے ہیں نو اِسموکنگ پلیز، یہ کیوں لکھتے ہیں؟ کیوں کہ آگ سے پیٹرول پمپ جل جائے گا تو حسینوں کی آگ سے ایمان جل جائے گا۔

نہ دیکھ ان آتشیں رُخوں کو توزِنہار
پڑھ ربنا وقنا عذاب النار

جن کے چہرہ لال لال انگارے ہیں ان کو مت دیکھو، ان پر اچانک نظر پڑ جائے تو دعا کرو، رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، یہ آگ ہیں آگ۔ جب غالب آگرہ گیا تھا تو ایک شعر پڑھا تھا۔

آگرے کے شعلہ رُوہیں آگ رے
بھاگ رے مرزا یہاں سے بھاگ رے

غالب کے اس شعر میں کیا بلاغت ہے، یہ آگ رے میں جو رے لگایا ہے جیسے سانپ نکل آتا ہے تو کہتے ہیں ارے سانپ رے سانپ۔

نامحرموں سے مجرمانہ محبت

بمبئی میں مجھے ایک ڈینٹسٹ کو اپنا دانت دکھانا تھا، اس کے پاس ایک کرسچین لڑکی آئی تو وہ کرسچین لڑکی کا دانت دیکھ رہا ہے حالاں کہ وہ داڑھی والا تھا اور تبلیغ میں بھی لگا ہوا تھا، اب جو اچانک میری نظر پڑی تو دیکھا کہ پورا بگوٹا مارے ہوئے تھا یعنی اس کا پورا گال اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھا اور خوب مزے لے رہا ہے، میں نے الگ لے جا کر پوچھا کہ اگر تم تھوڑا سا ہاتھ لگاتے تو بھی دانت دیکھ سکتے تھے، یہ تم نے بگوٹا کیوں مارا؟ یہ نئی لغت بتا رہا ہوں، آپ نے بگوٹا مارنا کسی لغت میں کہیں نہیں دیکھا ہو گا۔

جب انسان نامحرموں سے ربط و ضبط رکھتا ہے تو ناپاک ہو جاتا ہے، ہر حرام مزے کے بعد ناپاکی ضروری ہے اور اللہ والوں کے پاس دس گھنٹے بیٹھو، پاک رہو گے اور نامحرم لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرو، تھوڑی دیر بعد اپنی میانی کسی لیبارٹری میں دے دو، وہ آپ کو بتا دے گا کہ اس میں کتنی ناپاکی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ناپاک مزے اور حلال مزے میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ ناپاک مزے کے بعد مذی لازم ہے اور حلال مزے اور پاکیزہ مزے میں مثلاً تلاوت کرتے ہوئے کسی کی مذی نکل سکتی ہے؟ بزرگانِ دین کے پاس دس گھنٹے بیٹھے رہو، اللہ کی محبت بڑھے گی، قلب پاک ہو گا۔ اس ناپاک مزے پر میرا شعر ہے ؎

بگوٹا مار کے بھاگا ہوا ہے
لنگوٹے سے اسے پہچان لوگے

رومانٹک علاج کے لیے ہمیں رومانٹک کیپسول دینا پڑے گا، لوہے کو لوہا کاٹتا ہے، اگر میں

نوجوانوں کو اس قدر مزہ نہ دوں تو مولویوں کے پاس کون آئے گا؟ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت سے نوجوان بچے مجھ سے بیعت ہیں، کراچی میں آکر دیکھو، لندن وغیرہ میں دیکھو کیوں کہ میں ان کے مزاج کے مطابق بات کرتا ہوں لیکن ہنساہنسا کر۔ لیلیٰ کے تذکرے سے ان کے عشق لیلیٰ کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے میرے ذریعے عشق مولیٰ سے بدل دیتا ہے، مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے، مگر جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو بے کمال بھی باکمال ہو جاتے ہیں۔

اللہ والوں کی دعاؤں کا اثر

تو اعظم گڑھ کے ٹیچر کی بات بتارہا تھا کہ ان کی آنکھیں اندر دھنس گئیں، دو کان فیل ہو گئی اور راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں، ویلیم فائف نے بھی کام نہیں دیا تو ویلیم ٹین کھائی، اس کے بعد کہنے لگے کہ اب پاگل خانہ میں چلا جاؤں گا، اللہ کے لیے مجھ پر رحم کرو۔ چوں کہ میں نے بھی کبھی ان سے اشعار سنے تھے تو میں نے کہا کہ آپ ایک کام کرو کہ اس لڑکی کو ٹیوشن پڑھانا چھوڑ دو، اس نے کہا کہ بہت اچھا اب تو جان پر بن آئی ہے، اب تو چھوڑنا ہی پڑے گا۔ میں نے کہا کہ آج سے وہاں نہیں جاؤ، اس گلی میں بھی مت جاؤ، اسے خط بھی نہ لکھو، قصداً اس کا خیال بھی نہ لاؤ، اور چلو میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب کے پاس۔ میں انہیں حضرت کے پاس لے گیا، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت یہ عشقِ مجازی کا مارا ہوا پاگل ہونے والا ہے اس کو آپ داخلِ سلسلہ کر لیجیے، کچھ اللہ اللہ بتادیجیے، حضرت نے بیعت کر لیا اور اللہ کا نام بتادیا۔ میرے شیخ کی آدھی رات کی دعائیں دیکھیے! ابھی صرف مرید ہی کیا ہے، وہ حضرت کے پاس زیادہ آتے بھی نہیں تھے، لیکن پیر پر، شیخ پر واجب ہے کہ اپنے مریدین کو اپنی خاص دعاؤں میں دردِ دل سے یاد رکھے، اگر اس میں یہ جذبہ نہیں ہے تو وہ پیر بنانے کے قابل نہیں ہے۔ تو حضرت کی دعائیں ہوئیں اور اس نے وہاں جانا بند کر دیا، اللہ نے توفیق دے دی۔

سلسلۂ اہلِ حق میں بیعت ہونے کا فائدہ

اللہ والوں کی برکت سے توفیقِ توبہ مل جاتی ہے، کیوں کہ اس کو ہزاروں بزرگوں کی دعائیں ملتی ہیں، بیعت تو ایک ہی شیخ سے ہوتا ہے مگر شیخ کا شیخ، پھر اس کا شیخ، روحانی دادا، پر دادا

سب کی دعائیں ملنا شروع ہوجاتی ہیں۔ یہ بات مجھ کو مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری خانقاہ میں بتائی تھی کہ جب کوئی داخلِ سلسلہ ہوتا ہے پورا عالم برزخ ہل جاتا ہے، سارے اولیاء اللہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ جامع الصغیر کی روایت ہے:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّھَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ[۹] کہ ہر جمعہ کو ہمارے اعمال ہمارے بزرگوں کو پہنچائے جاتے ہیں، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے دادادادی اور دیگر رشتہ داروں کو، اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہمارا عمل پیش ہوتا ہے۔

مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جو اللہ والوں سے مرید ہوتا ہے اگرچہ تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہو جس کی سیٹیں پھٹی ہوتی ہیں اور اسکرو ڈھیلے ہوتے ہیں مگر چوں کہ یہ انجن سے جڑا ہوا ہے لہٰذا جہاں انجن فرسٹ کلاس کے ڈبوں کو لے کر پہنچے گا تو یہ ٹوٹے پھوٹے تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی وہیں پہنچ جائیں گے۔

اس لیے اللہ والوں کی صحبت کو غنیمت سمجھو، ان سے تعلق رکھنا معمولی نعمت نہیں ہے۔ اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ کہے کہ ہم تو چوں چوں کررہے ہیں، ہمارے اسکرو ڈھیلے ہیں، ہم کو کون پوچھے گا؟ تو ذرا ان اللہ والوں سے جڑ کر تو دیکھو، ان سے تعلق کی برکت سے جہاں فرسٹ کلاس کے ڈبے پہنچیں گے وہیں آپ بھی پہنچ جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ویسے تو تھرڈ کلاس کا ڈبہ ہمیشہ تھرڈ کلاس ہی رہتا ہے مگر اللہ والوں سے تعلق کے بعد تھرڈ کلاس انسان جو کانٹوں کی طرح بداخلاق ہوتے ہیں پھول بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اخلاق اچھے کرکے انہیں خلعتِ گل عطا کرتا ہے یعنی اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے ان کو بھی اللہ والا بنادیتا ہے۔

عشق مجازی کے نقصانات

آپ کو انتظار ہوگا کہ اس ٹیچر کا کیا ہوا؟ ان کی آنکھیں جو اندر دھنس گئی تھیں باہر

---

۹ کنز العمال:۱۶/۴۶۹(۴۵۴۹۳)،بیان الامر فی باب بر الوالدین،مؤسسۃ الرسالۃ
کشف الخفاء للعجلونی:۱/۳۱۵(۹۹۱)،حرف المثناۃ الفوقیۃ

آنے لگیں، گالوں پر جو ہڈیاں ابھر آئی تھیں ان پر گوشت آنے لگا، دو کان بھی صحیح ہو گئے، جتنی چیزیں ختم ہو گئی تھیں وہ سب آنے لگیں، دو کان پر کاہگ بھی آنے لگے اور ان کو نیند بھی آنے لگی۔ یہ عشقِ مجازی بہت بُرا مرض ہے۔ ایک عاشق نے مجھے بتایا اور میں اسے دیکھ بھی رہا تھا کہ وہ ایک معشوق کے ساتھ رہتا ہے، تو اس نے کہا کہ میری کھوپڑی ہر وقت گرم رہتی ہے، آپ کے پاس کوئی ٹھنڈا تیل ہے؟ میں نے اپنے یہاں کا بنا ہوا ہیئر آئل دے دیا جس میں ساری ٹھنڈی دوائیں کدو کا بیج، روغن کاہو، خشخاش اور بادام تھے۔ وہ دو دن بعد پھر آیا اور کہا کہ آپ کے ٹھنڈے تیل سے میری کھوپڑی ٹھنڈی نہیں ہوئی، آپ کا تیل گرم ہو گیا۔ چوں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ یہ ایک معشوق کے ساتھ مبتلا ہے لہٰذا میں نے اسے کہا کہ دیکھو! اس معشوق کو بھگا دو، اس کو گھر بھیج دو، اس نے فوراً میرا مشورہ مانا اور اس کو بھگا دیا، اس کے دو دن بعد آیا اور کہا کہ اب آپ کے تیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میری کھوپڑی خود ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ واقعات اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ ان میں ہدایت ہے۔

عشقِ مجازی احمقانہ گناہ ہے

ایک مرتبہ ہم لوگ اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کانپور گئے، ایک ڈاکٹر آیا، چالیس سال کے قریب عمر تھی، اس کا کسی ڈاکٹرنی پر دل آگیا تھا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر اس ڈاکٹرنی کا دل کسی اور پر آیا ہوا تھا، وہ اس کو لفٹ نہیں کراتی تھی، بات بھی نہیں سنتی تھی، وہ روتا رہتا تھا، اس نے آکر میرے شیخ سے عرض کیا کہ حضرت ایک ڈاکٹرنی سے میرا دل مل گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میری شادی ہو جائے مگر وہ مجھ سے بالکل بے التفاتی، بے توجہی برتتی ہے، اس کو مجھ پر ذرا بھی رحم نہیں آتا اور یہ کہہ کر رونے لگا، اس پر ایک عالمِ اضطراب طاری تھا، اس کا جملہ اب تک یاد ہے، اس نے کہا کہ میرے قلب پر عالمِ اضطراب طاری ہے، میں پریشان و غم زدہ ہوں اور رونے بھی لگا۔ حضرت نے کہا کہ اچھا میں دعا کرتا ہوں۔ بعد میں حضرت نے فرمایا کہ ظالم کسی دوسری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کرتا، کیا عورتوں کی کوئی کمی ہے، اسی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ ایسے معشوق کو دو لاتیں مارو جو تم کو خاطر ہی میں نہ لائے، کیا یہ کوئی مقصود ہے؟ ایسی نیک لڑکی سے شادی کرو جو تم کو محبت سے قبول کر

لے۔ بعض لوگ فردِ واحد پر فدا ہو جاتے ہیں، نتیجہ یہ کہ کبھی تو وہ لڑکی راضی نہیں ہوتی، جیسے ایک بڑے میاں نے کہا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا ہے، میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن عجیب معاملہ ہے، جس لڑکی کو میں پسند کرتا ہوں وہ مجھ بڈھے سے راضی نہیں ہوتی اور جو بڑھیا ہم سے راضی ہوتی ہے اس سے ہم راضی نہیں ہوتے، کم عمر والی ہم سے راضی نہیں ہوتی اور بڈھی کو ہم پسند نہیں کرتے، تو ایسی دنیائے بے وفا سے دل لگانے والا کیسا ہے؟

روحانی نابالغ کون ہیں؟

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے سارے عاشق نابالغ ہیں۔

خلق اطفال اند جز مستِ خدا
نیست بالغ جز رہیدہ از ہویٰ

ساری مخلوق نابالغ ہے سوائے اللہ کے مستوں کے، بالغ وہی ہے جو نفس کی خواہشات سے پاک ہو۔ اور کتنی عمدہ مثال دی، آہ! مولانا رومی مثالوں کے بادشاہ ہیں، فرماتے ہیں کہ مائیں آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی ہیں تو آٹے سے اونٹ اور شیر اور چڑیا کی شکلیں بنا لیتی ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے لڑتے ہیں کہ اماں شیر میں لوں گا، اونٹ میں لوں گا، چڑیا میں لوں گا، اب آپس میں کشتی ہو رہی ہے، مار پیٹ ہو رہی ہے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں۔

از خمیرے شیر و اشتر می پزند
کودکاں از حرص او کف می زنند

مائیں آٹا گوندھ کر شیر اور اونٹ بنا رہی ہیں اور چھوٹے بچے ہاتھ مل رہے ہیں کہ ہائے میری اماں مجھے یہی دینا۔

شیر و اشتر ناں شود اندر دہاں
ایں مگر ناید بہ فہم کودکاں

حالاں کہ منہ میں یہ شیر اور اونٹ آٹے کی روٹی ہی بن جائیں گے مگر یہ حقیقت بچوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ایسے ہی ساری دنیا نابالغ ہے، جو دنیا کے لیے نفس کی خواہشات کے چکر میں

آپس میں لڑ رہے ہیں، کوئی حبشی پر عاشق ہے، کوئی ترکی پر عاشق ہے، کوئی ہندی پر عاشق ہے اور کوئی قیچاقی پر عاشق ہے جو ترکوں کی ایک قوم ہے لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں؎

ہندی و قیچاقی و ترکی و حبش
جملہ یک رنگ اند اندر گور خش

ہندی، قیچاقی، ترکی اور حبشی کو قبر میں جا کر دیکھ لو سب مٹی ہو جاتے ہیں، پھر انہیں پہچان نہ سکو گے کہ کون حبشی کالی تھی اور کون مصر کی گوری تھی۔ کیا مٹی پر مرتے ہو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں؎

ایں شراب و ایں کباب و ایں شکر
خاک رنگین است و نقشیں اے پسر

اے دنیا والو! یہ شراب کیا ہے، کباب اور شکر کیا ہے، اللہ نے خاک کو رنگین کر دیا ہے، مختلف نقش و نگار بنا دیے ہیں ورنہ یہ سب مٹی ہیں، اپنی مٹی کو مٹی پر مٹی مت کرو، ان مٹی کے کھلونوں پر اپنی مٹی کو مٹی مت کرو، اپنی مٹی کو خالقِ افلاک پر فدا کرو تاکہ تمہاری خاک رشکِ افلاک ہو جائے اور مٹی کے حسینوں کے عشق میں مبتلا لوگ تمہارے پاس سکون لینے آئیں، تمہارے پیر دبائیں اور تم سے دعائیں کرائیں۔

اب بمبئی والے ڈینٹسٹ کا قصہ بھی پورا سن لو کہ اس ڈینٹسٹ نے میری بات مان لی، ان کی سمجھ میں بات آگئی اور اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی لڑکی کے گال نہیں پکڑے۔ عورتوں کو دیکھنے کے لیے ایک ادھیڑ عمر کی ڈاکٹرنی رکھ لی، مریض عورتوں کو وہی دیکھتی تھی۔ اگر پیر اور مرشد نہ ملے تو آدمی کو کچھ پتا نہیں چلتا، نفس اس کو اندھا رکھتا ہے، یہ مٹی کے کھلونے اس کو خراب و برباد کر دیتے ہیں اور اس کو پتا ہی نہیں ہوتا، احساسِ بربادی بھی نہیں رہتا۔ حسن میں وہ جادو ہوتا ہے کہ جب انسان کسی پر عاشق ہوتا ہے تو اسے اپنی بربادی کا احساس بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس چکر میں کتنے لوگ مر گئے، لیلاؤں کی خاطر مولیٰ کے بغیر جب قبر میں گئے تب آنکھ کھلی، مگر اس وقت آنکھ کھلنا مفید نہیں، جیتے جی آنکھ کھولو اور مولیٰ کے ساتھ دل و جان لگاؤ، اگر لیلاؤں سے زیادہ مزہ نہ پاؤ تو آکر اختر سے شکایت کرو۔ جیسے

لکھنؤ کے ایک صاحب کو ایک خان صاحب سے شکایت ہو گئی تھی۔

کراچی میں ایک خان صاحب مزدوری کرتے تھے، اینٹیں بلاک ڈھوتے تھے، دن بھر دس روپے مزدوری ملتی تھی، ایک دن اس نے دیکھا کہ لالو کھیت کے بس اسٹاپ پر ایک مجمع لگانے والے نے کوئی دوا بیچی اور ایک گھنٹے کے اندر کئی سو روپے کما لیے، اس نے بھی سوچا کہ یہ کام بہت اچھا ہے، وہ بھی چولہے کی راکھ سے چھوٹی چھوٹی پڑیا بنا کر کھڑا ہو گیا اور جھوٹ بولا کہ یہ پڑیا ایک روپے کی ملے گی، اس سے مچھر نہیں آئیں گے اور کھٹمل بھی ختم ہو جائیں گے، یہ پاؤڈر مچھر کو مارتا ہے کھٹمل کو ختم کرتا ہے۔ اتنے میں لکھنؤ کے شیروانی پہنے ہوئے ایک صاحب آئے۔ جو گلے تک شیروانی کے بٹن لگائے ہوئے ہو تو سمجھ جاؤ کہ وہ لکھنؤ کے ہیں کیوں کہ لکھنؤ کے لوگ شیروانی کا بٹن لگائے بغیر گھر سے نہیں نکلتے۔ تو انہوں نے بھی پڑیا خرید لی، اس کے بعد جب دو قدم واپس ہوئے تو ان کو خیال آیا اور انہوں نے کہا خان صاحب! اس کا طریقۂ استعمال کیا ہے؟ اب خان صاحب کی تقریر سنو! ارے میاں! تم کیسا آدمی ہے، شیروانی اتنی عمدہ اور بٹن اتنا سلیقے سے لگایا اور پوچھتا ہے کہ استعمال کا طریقہ کیا ہے، سنو! اس کا طریقہ یہ ہے کہ تم مچھر کو پکڑو اور اس کا منہ ایسا موافق کھولو اور اس کے منہ میں ہمارا دوا ڈالو، اگر نہ مرے تو ہمارے پاس لاؤ، ہم حرام کا نہیں کھاتا، ہم اس کو مار دے گا، ہم ذمہ لیتا ہے۔ بے چارے شیروانی والے نے پڑیا پھینکی اور کان پکڑ کر کہا کہ میں کہاں پھنس گیا۔

بس آج کی مجلس ختم۔ آپ لوگوں کو دیر تو ہوئی لیکن یہ بتاؤ کہ کچھ مفید باتیں اللہ نے میری زبان سے نکلوائیں یا نہیں؟ اگر اختر کے ان مشوروں پر عمل کر لو تو زندگی کا رُخ اور دل کا قبلہ بدل جائے، دل کا قبلہ اللہ کی طرف ہو جائے گا، جن کو تم قبلہ بنائے ہو یہ قبلے تمہارے کچھ کام نہیں آئیں گے، اس لیے اختر کے دو جملے سن لو، کسی کے تل کے لیے تلملاؤ مت اور کسی کے بل کے لیے بلبلاؤ مت۔ رومانٹک دنیا والو بتاؤ! کیا میرے جملوں میں مزہ نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں کہ میں ہنسا ہنسا کر گھر بسانا چاہتا ہوں، مگر ہنساتا کس لیے ہوں؟ اللہ کے لیے۔ اللہ کے لیے اختر کی بات سن لو، مٹی کے کھلونوں پر مت مرو، مولیٰ پر مرنا سیکھو لیکن کسی اللہ والے پر مرے بغیر مولیٰ پر فدا ہونا بھی نہیں آئے گا۔

اگر اللہ پر مرنا سیکھنا ہے تو روئے زمین پر کسی اللہ والے پر مر جاؤ، اللہ پر مرنا آجائے

گا۔ یہ راستہ ہی ایسا ہے کہ جن لوگوں نے اپنی زندگی کو کسی اللہ والے پر فدا کیا یعنی جس اللہ والے سے آپ کا روحانی بلڈ گروپ ملتا ہے اس اللہ والے پر فدا ہو جاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ کو اللہ پر مرنا آجائے گا۔ اختر اللہ پر مرنے والوں کی صحبت میں ایک زمانہ رہا ہے، آج آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان بزرگوں کی نظر کے صدقے میں مجھے محبت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ اللہ والوں کی نظر کا صدقہ ہے۔

چاند تارے میرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

اللہ والوں کی صحبت اٹھاؤ، ان سے اللہ کی محبت اور اللہ پر مرنا سیکھو، ان شاء اللہ! اللہ پر مرنا آجائے گا۔

اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے، االلہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا دردِ دل اور اپنے دوستوں کی زندگی دے اور نافرمانوں کی زندگی سے نکال دے۔ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے کہ اے خدا! ہم سب کو نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات عطا فرما اور جن کی زندگی آپ پر فدا ہے ہم سب کو ان کی زندگی پر فدا ہونے کی توفیق عطا فرما، اور خانقاہوں میں ایک زمانہ وقت لگانے کی توفیق دے پھر ہم سب کو جذب فرمالے۔ ہم وہ نالائق ہیں جو اپنی نالائقی اور نفس کی خباثت کی وجہ سے آپ کی راہ پر لگنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں، بس اب ایک ہی راستہ ہے کہ ہم نالائقوں کو آپ لائق بنادیں، اپنی صفتِ جذب کا ہم پر ظہور فرمادیں، جب آپ ہمیں جذب کریں گے تو نفس و شیطان بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت دونوں جہاں عطا فرمائے۔ اے مالکِ دو جہاں! ہم سب پر دونوں جہاں کی رحمتوں کی بارش فرمادیجیے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ
رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا

❁❁❁❁

بدنظری کا گناہ عشق مجازی کے گناہوں کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ یہ ایسا عظیم گناہ ہے جو زندگیوں کی زندگیاں تباہ کردیتا ہے۔ عاشقین مجاز دین و دنیا کے کسی کام کے نہیں رہتے، پاگل خانہ یا خودکشی ان کی آخری منزل ہوتی ہے، سوائے ان کے جو اس گناہ سے توبہ کرلیتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حکم غض بصر کا امام بنایا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کا ایمان تباہ کردینے والی اس بیماری سے امت مسلمہ کو بچانے کے لیے ساری زندگی اللہ کے حکم غض بصر یعنی نظر کی حفاظت کی نہایت دلسوزی کے ساتھ اشاعت فرمائی۔ حضرت کی اس مساعی کے نتیجے میں ہزاروں لوگ بدنظری اور عشق مجازی کے گناہ کی دلدل سے نکل کر راحت اور سکون کے سائے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ حضرت اقدس کا یہ وعظ ''عشق مجازی عذاب دو جہاں'' بدنظری کے گناہ سے بچنے کے لیے نسخۂ اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

AW-132